

نقد و تبصرہ

ادارہ تحقیقات اسلامی ، کو چند عربی کتب اس خواہش کے ساتھ موصول ہوئیں کہ ان کو اردو میں منتقل کر کے طبع کرایا جائے۔ زیر تبصرہ کتاب بھی مذکورہ کتب میں سے ایک ہے ، ڈاکٹر محمد طلبہ زاید کی اس کتاب ،،دیوان القصاص،، پر ادارے کے محقق جناب محمود احمد غازی نے جو رائے قلمبند کی وہ قارئین فکرونظر کے مطالعہ کیلئے پیش خدمت ہے۔ (ساجد الرحمن)

۱۔ ابتدائی تعارف :

ڈاکٹر محمد طلبہ زائد کی یہ کتاب پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، اس میں سترہ فصلیں ہیں جن میں قصاص و دیت اور ان سے متعلق امور سے بحث کی گئی ہے۔ قتل کی قسمیں ، قصاص کی حکمت اور مصلحت ، اشتراک جرم ، ثبوت جرم ، اسباب منع سزا ، سزا کے مختلف احکام ، حق درگذر، نفاذ قصاص ، دیت ، دیت کی مقدار، دیت کے مصادر و مصارف، عاقلہ، جنین کی دیت اور قسامت۔ یہ وہ اہم امور ہیں جن سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ کتاب کی پہلی فصل میں موضوع سے متعلق قرآن مجید کی ۱۶ آیات اور ۹۵ احادیث دی گئی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض آیات و احادیث کا براہ راست قتل یا قصاص و دیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابتداء میں مصنف نے ۱۴ صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں سارا زور کلام فقہائے کرام، فقہ اسلامی کے اصولوں بالخصوص قیاس ، اجتہاد اور اجماع کے خلاف صرف کیا گیا ہے۔ مصنف نے یہ کتاب ایک سلسلہ کتب کے ضمن میں تالیف کی ہے جس کو وہ سلسلہ دین قیم کا

نام دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس پورے سلسلہ کتب میں دین و شریعت کی واضح اور دوٹوک تعلیمات کو جملہ آلائشوں سے پاک کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لئے فقہاء کے اقوال کی پوری پوری تردید کر کے اھر فقہی مسئلہ کو کتاب و سنت کے معیار پر پرکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ اس کام کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ مصنف کے بقول فقہاء کے مرتب کردہ احکام کی بہت بڑی اکثریت غلط اور مبنی بر خطاء ہے (ص ۸)۔ یہاں مصنف نے قرآن مجید کی وہ تمام آیات فقہائے کرام پر چسپاں کی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کرنے پر کفار و مشرکین کو وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ (ص ۹)۔

مصنف کے نزدیک گذشتہ چودہ سو سال میں فقہ کی ایک کتاب بھی ایسی نہیں لکھی گئی جس میں شریعت کے احکام کو نصوص کے مطابق اور بدعات و خرافات سے پاک کر کے لکھا گیا ہو، جس میں تناقضات اور غلطیاں نہ ہوں۔ ان کے بقول اب تک لکھی جانے والی جملہ کتب، بلا استثناء اختلافات اور غلطیوں سے پُر ہیں، (ص ۱۲)

۲۔ پہلی فصل :

قصاص اور قتل کے احکام سے متعلق ۱۶ آیات اور ۹۵ احادیث درج ہیں۔ احادیث کے انتخاب میں حدیث کی صرف ایک بنیادی کتاب صحیح مسلم اور ایک ثانوی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ حدیث کے دوسرے تمام ذخیروں کو کوئی وجہ بیان کرنے بغیر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کسی حدیث پر سند، روایت یا درایت کے نقطہ نظر سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی اور نہ کہیں یہ بتایا گیا کہ ان احادیث کا درجہ اور مرتبہ کیا ہے۔

۳ - دوسری فصل :

مصنف نے اکثر فصول کی ابتداء میں متعلقہ فصل کا خلاصہ ایک جدول کی شکل میں دے دیا ہے۔ چنانچہ دوسری فصل کا آغاز بھی ایک جدول سے ہوتا ہے (ص ۴۱ - ۴۶)۔ اس تفصیلی جدول میں قتل کی اقسام کے بارے میں فقہاء کے اقوال کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے جس رائے کو اپنی دانست میں درست قرار دیا ہے اس کے لئے نیچے سے اوپر جانے والے تیر کی اور جس رائے کو غلط قرار دیا ہے اس کے لئے اوپر سے نیچے آنے والے تیر کی علامت قرار دی ہے۔ چنانچہ حسب توقع اس جدول میں اور کتاب میں دی گئی بیشتر جدولوں میں بیشتر اقوال کے ساتھ غلط کی علامت درج ہے۔ جدول کے بعد مصنف نے ان تمام فقہاء کی بہت پرزور تردید کی ہے جنہوں نے قتل کی دو سے زائد قسمیں قرار دی ہیں۔ اور اشارہ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جو لوگ قتل کی دو سے زائد قسمیں مانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مسخرہ پن کر رہے ہیں (ص ۴۷)۔ مصنف کے نزدیک دو سے زائد قسمیں ماننے والے اقوال ایسی بدعتیں ہیں جن کو رد کیا جانا چاہیئے اور ایسی بہتان طرازی ہے جس کی تردید کی جانی چاہیئے۔ یہ محض گمراہی اور وبال ہے (ص ۴۷-۴۸)۔

مصنف نے اس فصل میں چالیس پچاس صفحے نہایت زور شور کے ساتھ قتل کی ان قسموں کی تردید میں صرف کئے ہیں۔ اس ساری بحث میں فقہی دلائل کم بلکہ ناپید اور زور بیان، غصہ اور فقہاء کرام سے نفرت نمایاں ہے۔ جابجا ضلال، گمراہی، باطل، رکیک، خبیث، بدعت کے الفاظ کی تکرار ہے (مثلاً ص ۹۰)۔ ائمہ کرام کی غلطیاں بیان کرنے میں مصنف نے بالخصوص امام ابوحنیفہ کے لئے

، فحش ترین غلطی ، اور ، غلیظ اور مکروہ غلطی ، کے الفاظ خصوصیت سے استعمال کیئے ہیں۔ (ص ۹۱ - ۹۳)۔ آخر میں (ص ۹۳ - ۹۵) مصنف نے شریعت کا حکم بیان کیا ہے جس میں دعویٰ کیا ہے کہ قتل عمد اور قتل خطاء کے علاوہ بقیہ سب اقسام بدعت اور بلاشبہ باطل ہیں۔

۴ - تیسری فصل :

قصاص میں مکمل برابری اور مساوات ضروری ہے۔ اس بارہ میں پہلے فقہاء کے اقوال کی جدول (ص ۹۶ - ۹۹) دی گئی ہے۔ اور آخر میں اس تصور کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔ مصنف کی رائے میں جن فقہاء نے یہ تصور کھڑا ہے انہوں نے تین گمراہیوں کا ارتکاب کیا ہے، ۱ - اللہ تعالیٰ کے حکم میں تبدیلی، ۲ - کتاب اللہ کی موجودگی میں اختلاف اور ۳ - شریعت خداوندی کا بطلان (ص ۱۰۱ - ۱۰۲)۔

صفحات ۱۰۵ - ۱۱۳ پر مصنف نے وہ عمومی قواعد بیان کیئے ہیں جن کی بنیاد پر اسلام کا قانون قصاص و دیت استوار ہوتا ہے۔ پھر وہ حالات بیان کیئے ہیں جن میں قصاص واجب العمل نہیں رہتا۔ اس حصہ میں سب سے زیادہ زور اس پر ہے کہ غیر مسلم کے قتل پر کسی مسلمان کو اور کسی عورت کے قتل پر کسی مرد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ آخر میں ایک اور جدول میں ان تمام صورتوں کو بیان کیا گیا ہے جن میں قصاص نہیں لیا جائے گا (ص ۱۲۰ - ۱۲۲)۔

۵ - چوتھی فصل :

یہ ان جرائم کے بیان میں ہے جن میں کوئی سزا نہیں ہے۔ مثلاً اپنے دفاع میں کسی کو قتل کر دینا یا زخمی کر ڈالنا، بغیر اجازت

گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینا ، پاگل یا بچے کا کوئی جرم کرنا وغیرہ وغیرہ - اس میں بھی حسب عادت مصنف نے پہلے ایک جدول میں فقہاء کے اقوال بیان کیئے ہیں (ص ۱۳۲ - ۱۳۱) اور پھر تفصیل سے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے - اس ضمن میں ایک جگہ ایک فقہی رائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں : یہ سب اندھیروں میں ٹامک ٹوٹیاں مارنے کے مترادف ہے ، یہ محض اوہام کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ہے جبکہ حق واضح اور دوٹوک موجود ہے (ص ۱۵۰) - پھر فقہاء کرام کے اقوال میں جزوی طور پر جن جن باتوں کو مصنف درست سمجھتے ہیں ان کا ذکر کرنے (ص ۱۵۲ - ۱۵۱) کے بعد ان اقوال کی تردید کی ہے جن کو مصنف غلط سمجھتے ہیں (ص ۱۵۳ - ۱۵۵) ، جن حضرات کی رائے کو غلط قرار دیا گیا ہے ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی بھی شامل ہیں (ص ۱۵۵) -

۶ - پانچویں فصل :

اس فصل میں اشتراک جرم سے بحث ہے - اگر ایک سے زائد اشخاص مل کر کسی کو قتل کر دیں تو اس کے بارہ میں فقہاء کے اقوال کی جدول (ص ۱۵۸ - ۱۶۱) دینے کے بعد مصنف نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے کہ وہ تمام لوگ مستوجب قتل ہیں جو جرم قتل میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طور پر بھی شریک رہے ہوں - اس نقطہ نظر کی تائید میں انہوں نے بعض احادیث بھی بیان کی ہیں جن سے ان کے خیال میں اس نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے (ص ۱۶۲ - ۱۶۵) -

اس کے بعد فقہاء کی الجھنوں (ص ۱۶۶) کے عنوان سے ان تمام حضرات پر گرجے برسے ہیں جو ان سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ ان

حضرات کو اللہ تعالیٰ پر بہتان طرازی کرنے والا قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے (ص ۱۶۷) آگے چل کر وہ فقہاء کی ”گمراہیاں بے معنی خرافات اور باطل باتوں“ کی فہرست دیتے ہیں (ص ۱۷۳ - ۱۷۸)۔ اس باب میں جن فقہاء کی غلطیاں بیان کی ہیں ان میں ائمہ اربعہ کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی شامل ہیں (ص ۱۸۳ - ۱۸۵)۔ اس ضمن میں ایک جگہ بعض فقہاء کی رائے کو لایعنی بکواس، بے معنی واہیات بھی کہہ گئے ہیں (ص ۱۸۶)۔

۷۔ چھٹی فصل :

یہ فصل اقرار اور ثبوت جرم کے بارہ میں ہے۔ اس بارہ میں مصنف نے ان فقہاء کی رائے کو ترجیح دی ہے جو صرف ایک بار اقرار کو کافی سمجھتے ہیں اور ان فقہاء کی بہت زور شور سے تردید کی ہے جنہوں نے بربنائے احتیاط ایک سے زائد بار اقرار کو ضروری سمجھا ہے (ص ۱۸۹ - ۱۹۶)۔

۸۔ ساتویں فصل :

جن حالات میں قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ یہ حالات مصنف کے نزدیک سات ہیں، اور ان کے اپنے بقول ان سے پہلے کسی فقیہ نے اس مسئلہ سے بحث نہیں کی (ص ۱۹۷ - ۲۰۰) لیکن یہ سب حالات فقہ کی کتابوں میں متفرق طور پر موجود ہیں۔

۹۔ آٹھویں فصل :

کسی زخم کے نتیجہ میں جو نقصان پہنچ جائے اس کے احکام سے اس فصل میں بحث کی گئی ہے۔ اس میں سب سے پہلے فقہاء کی آراء کا جدول دیا گیا ہے (ص ۲۰۱ - ۲۰۵) اس کے بعد مصنف نے

تفصیل سے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ ان کی رائے میں اگر کسی زخم کی دیت ادا کر دی گئی ہے اور دیت کی ادائیگی کے بعد وہ زخم پھیل کر مثلاً کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا سبب بن گیا تو اس میں سابقہ فیصلہ ہی برقرار رہے گا اور بعد میں پہنچنے والے نقصان کا کوئی مداوا نہیں ہوگا۔ (ص ۲۲۲)۔

۱۰۔ نویں فصل :

مصنف کے بقول کسی فقیہ نے اس مسئلہ سے بحث نہیں کی کہ اگر قصاص کے نفاذ سے قبل مجرم اسلام قبول کر لے تو اس صورت میں کیا ہوگا۔ ان کے نزدیک کسی بعد کے مرحلہ میں اپنا مذہب قبول کر لینے سے صورت حال میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وقوعہ کے وقت مجرم کا جو بھی مذہب ہوگا اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ مصنف کا دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ فقہاء نے اس طرح کی صورت حال سے بحث نہیں کی۔ دراصل مصنف کا مطالعہ فقہی لٹریچر کے بارہ میں محدود اور معاندانہ معلوم ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے محض چار پانچ کتابوں سے ہی استفادہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے (ملاحظہ ہو کتابیات ص ۵۰۵ - ۵۰۶)۔

۱۱۔ دسویں فصل :

مقتول کا ولی اگر دیت وصول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ سے مصنف نے دسویں فصل میں بحث کی ہے۔ ان کی رائے میں اس صورت میں محض دیت ہی واجب الادا ہوگی اور یہ دوسرا قاتل واجب القتل نہ ہوگا (ص ۲۲۷)۔ (۲۳۳)۔ یہاں مصنف نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ کسی نص قطعی کے بغیر کوئی قانون بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ انہوں نے سورۃ

شوریٰ کی آیت ۲۱ سے معلوم نہیں کس طرح یہ مفہوم نکالا ہے کہ ہر قانون کی پشت پر کوئی واضح نص (آیت یا حدیث) ہونی چاہیئے جس سے وہ براہ راست ماخوذ ہو (ص ۲۲۷ - ۲۲۸) -

۱۲ - گیارہویں فصل :

سرزمین حرم اور اشہر حرم میں قصاص اور حدود کا نفاذ -
مصنف نے اس ضمن میں فقہاء کے اقوال کا جدول دینے (ص ۲۳۳ -
۲۳۵) کے بعد متعلقہ آراء کی تردید کی ہے اور آخر میں یہ رائے قائم
کی ہے کہ حدود حرم میں صرف ان مجرموں پر حدود یا قصاص کا نفاذ
جائز ہے جنہوں نے حدود حرم میں جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ جن لوگوں
نے اس سے مختلف رائے قائم کی ہے انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ وہ
دین کے معاملہ میں اپنی رائے اور ہوا و ہوس سے فیصلہ کرتے ہیں -

۱۳ - بارہویں فصل :

حق معافی - جدول (ص ۲۵۳ - ۲۵۸) کے بعد مصنف نے ولی
اور ولایت کے معنی سے بحث کی ہے اور کہا ہے کہ مقتول کا ایک ہی
ولی ہو سکتا ہے ، بہت سے ولی نہیں ہو سکتے - اس لئے کہ قرآن
مجید میں ولی کا لفظ واحد کے صیغہ میں آیا ہے - اگر ایک سے زائد
ولی ہو سکتے تو اولیاء کا لفظ آتا - ان کی رائے میں جو شخص بھی
مقتول کا معاملہ لیکر کھڑا ہو جائے وہ اس کا ولی ہے - اگر ایک سے
زائد افراد اس کا معاملہ لیکر اٹھ کھڑے ہوں تو پھر عدالت ان میں
سے کسی ایک کو ولی قرار دے دے (ص ۲۶۰ - ۲۶۱) - اس کے بعد
عفو اور معافی کے معنی و مفہوم اور اس کی اہمیت و فضیلت سے
بحث کرنے (ص ۲۶۳ - ۲۶۷) کے بعد فقہاء کی آٹھ گمراہیوں کا
تفصیلی تذکرہ کیا ہے - (ص ۲۶۸ - ۲۸۷) - اس ضمن میں جن

فقہاء کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے ان میں حضرت عمر، حضرت
 عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر بن عبدالعزیز، امام ابوحنیفہ، امام
 مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، امام زہری، حسن
 بصری، امام ابویوسف، امام محمد وغیرہ شامل ہیں (ص ۲۸۹ -
 ۲۹۲)۔ مصنف کے نزدیک اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ ان حضرات
 نے نص قطعی کو چھوڑ کر اپنی رائے سے فیصلہ کیا اور نص کی
 خلاف ورزی کی، نص کی غلط تاویل کر کے خدا کی شریعت کے
 خلاف ایک شریعت وضع کی اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام
 ٹھہرایا (ص ۲۹۳)۔

۱۴ - تیرھویں فصل :

اس کا تعلق قصاص کے نفاذ سے ہے۔ اس فصل میں اقوال کے
 جدول (ص ۲۹۳ - ۲۹۵) کے بعد مصنف نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے
 کہ قصاص میں مکمل مماثلت ضروری ہے، لہذا ان فقہاء کی رائے
 غلط ہے جو قصاص کے لئے تلوار (یعنی کم سے کم وقت میں آسانی
 سے قتل کر دینے والے آلہ کو) ضروری قرار دیتے ہیں۔ مصنف کی
 رائے میں اگر کسی نے جلا کر مارا ہو تو اس کو بھی جلا کر ہی مارا
 جائے۔ یا اگر کسی نے کسی دوسرے کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ہو تو
 اس کو بھی اسی طرح مارا جائے (ص ۲۹۶ - ۳۱۱)۔

۱۵ - چودھویں فصل :

دیت اور موجبات دیت کے بیان میں ہے۔ جدول (ص ۳۱۲ -
 ۳۱۳) کے بعد مصنف نے دیت کی تعریف اور اس کے موجبات کا ذکر
 کیا ہے (ص ۳۱۳ - ۳۱۶)۔ اس کے بعد مختلف زخموں کی دیتوں کا
 ذکر کیا ہے (ص ۳۲۰ - ۳۲۶)۔ آخر میں حسب عادت فقہاء کرام
 بشمول صحابہ کی غلطیاں گنوائی ہیں۔ (ص ۳۳۰)۔

۱۶ - پندرہویں فصل :

دیت خطا کی مقدار اور اس کی قسموں کے بیان میں ہے۔ یہاں بھی پہلے فقہاء کے اقوال کا جدول (ص ۳۳۲ - ۳۳۵) دیا ہے اور پھر تفصیل سے مختلف اعضاء کی دیت بیان کی ہے۔ مصنف نے پوری شدت اور وضاحت سے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دیت کی ادائیگی صرف اونٹوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ البتہ جہاں اونٹ ناپید ہوں وہاں اونٹوں کی قیمت ادا کی جائے۔ مصنف نے تغلیظ کے اصول کی بھی تردید کی ہے اور اس کو محض خیالی چیز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک باطل اور ساقط الاعتبار چیز ہے (ص ۳۵۰ - ۳۵۱) یہاں مصنف نے فقہاء کی اس رائے سے بھی بڑی شدت سے اختلاف کیا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف کے برابر ہے۔ ان کے نزدیک یہ رائے میراث کی آیت پر قیاس کی گئی ہے جبکہ قیاس مصنف کے نزدیک باطل ہے۔ قیاس کی حیثیت مصنف کے بقول ایک ایسی خود ساختہ شریعت کی ہے جس کی اللہ نے کوئی اجازت نہیں دی ، یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کے مترادف ہے۔ لہذا عورت کی دیت کا آدھا ہونا مصنف کے نزدیک درست نہیں ہے (ص ۳۵۳)۔ اس کے بعد مصنف نے مختلف زخموں کی دیتوں کے بارہ میں فقہاء کے اقوال کی تردید کی ہے اور اس ضمن میں فقہاء کی ” گمراہیوں “ کی طویل فہرست درج کی ہے (ص ۳۵۶ - ۳۵۸)۔ آخر میں دیت کے باب میں اونٹوں کے ضروری ہونے کی بحث کی ہے (ص ۳۵۸ - ۳۶۵)۔ یہاں پھر فقہاء اور صحابہ کے اقوال کی تردید اور غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان میں حضرت عمر ، حضرت عثمان ، حضرت عمر بن عبدالعزیز ، امام ابوحنیفہ ، امام مالک ، سعید بن المسیب ، امام شافعی ، ابن شہاب وغیرہ شامل ہیں (ص ۳۶۹ - ۳۷۳)۔

۱۷ - سولہویں فصل :

اس فصل میں اس امر سے بحث کی گئی ہے کہ دیت کس سے وصول کی جائے اور کہاں خرچ کی جائے۔ یہاں بھی حسب عادت جدول دینے کے بعد (ص ۳۷۵ - ۳۸۰) عاقلہ کی تعریف کی گئی ہے اور عصبہ کو ہی عاقلہ قرار دیا گیا ہے (ص ۳۸۰)۔ پھر بچہ کی دیت کے بارہ میں فقہاء کی ,, گمراہیوں ,, کا ذکر کرنے (ص ۳۸۳ - ۳۹۰) کے بعد اس رائے کی بھی تردید کی ہے کہ دیت تین سال کی مساوی قسطوں میں دی جا سکتی ہے۔ اس رائے کو گمراہی قرار دیتے ہوئے دیت کی فوری ادائیگی کو ضروری بتایا گیا ہے (ص ۳۹۰ - ۳۹۲)۔ اسی طرح اس رائے کو بھی گمراہی کہا گیا ہے جس کے بموجب خطا کے حالات میں دیت کو عاقلہ اور مجرم دونوں ادا کریں (ص ۳۹۲ - ۴۰۱)۔ گمراہیوں کی یہ فہرست ص ۴۱۰ تک چلی گئی ہے۔ ص ۴۱۳ سے غلط کاریوں کی فہرست شروع ہوتی ہے جو ص ۴۲۰ تک جاتی ہے۔

۱۸ - سترہویں فصل :

جنین کی دیت کے بارہ میں ہے۔ یہاں بھی پہلے جدول (ص ۴۲۲ - ۴۲۶) دیا گیا ہے اور پھر جنین کی دیت اور غرہ کے احکام بیان کیے گئے ہیں (ص ۴۲۷ - ۴۳۳)۔ مصنف کے نزدیک جنین کے قتل میں نہ کفارہ ہے اور نہ قصاص (ص ۴۳۳ - ۴۳۵)۔ جنین کی دیت کے باب میں فقہاء کی غلطیوں کی فہرست ص ۴۳۷ سے ۴۴۲ تک دی گئی ہے۔ اس فہرست میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ائمہ اربعہ اور دوسرے بہت سے فقہاء شامل ہیں۔

آخر میں قسامت کے مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ اس میں بھی پہلے جدول (ص ۳۳۳ - ۳۵۲) ہے اور پھر قسامت کی ماہیت اور نوعیت سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف کا واضح رجحان قسامت کے اصول کا انکار کرنے کی طرف ہے، اگرچہ وہ واضح طور پر اس کا اقرار یا انکار نہیں کرتے تاہم جن دلائل سے قسامت کا اثبات ہوتا ہے ان سب کی زور شور سے تردید ضرور کرتے ہیں۔

۱۹۔ خلاصہ کلام :

مصنف کی اس کتاب کے اس سرسری مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے بارہ میں بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ان کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چودہ سو سال میں پہلی بار صرف انہوں نے صحیح طور پر سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرام حتیٰ کہ خلفائے راشدین تک کی غلطیاں نکالنے میں باک نہیں کرتے۔ فقہائے کرام سے ان کو خاص طور پر کد معلوم ہوتی ہے۔ جہاں جہاں بھی فقہاء کرام پر تنقید کرتے ہیں وہاں ان کے قلم میں نہایت زور بیان اور روانی آ جاتی ہے جس میں وہ بعض اوقات سب و شتم بھی کر گذرتے ہیں۔ مصنف کا فقہی مطالعہ نہایت محدود اور سطحی معلوم ہوتا ہے۔ اصول فقہ اور اصول حدیث سے وہ یکسر نا بلد معلوم ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر انہوں نے اصول فقہ کی بہت ہی بیش پا افتادہ باتوں کو نہایت اہتمام سے اپنی دریافت قرار دیا ہے اور بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس کتاب کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ قطعاً غیر مفید بلکہ سخت نقصان دہ ثابت ہوگا اور حکومت پاکستان اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے لئے سخت بدنامی کا موجب ہوگا۔ واللہ هو الموفق۔